سخی شاہ موسیٰ رنیال
(تعارف و مختصر حالات زندگی)
مع تعارف والدین باوا جی حضور
و نامہ مبارک کا عکس
مرتبہ
منیب مسعود چشتی
RPL

کتاب	سخی شاہ موسیٰ رنیال و والدین باوا جی
تصنیف	منیب مسعود چشتی
اشاعت	دسمبر۔ ۲۰۲۱

عنوان	صفحہ

S.NO. ERPL000212082021

RANYAL LIBRARY E BOOK PUBLISHING PROJECT
VPO NARA, TEHSIL JAND,
DISTRICT ATTOCK
ranyalpublicschool@gmail.com

حرف آغاز

دربار عالیہ سخی شاہ موسی رنیال، سے متعلقہ بہت سی علمی شخصیات گزری ہیں، خواہ وہ سجادگان رہے ہوں خواہ عقیدت مند اور ہر دور میں اس آستانہ کی علمی خدمت ہوتی رہی۔ خواجہ فضل داد بہرام رنیالؒ فقر کو پسند کرتے تھے اور آپ کی طبیعت میں قال پر حال حاوی تھا، اسکے باوجود راقم نے اب تک جتنی محافل کا ذکر سنا اور اکٹھا کیا وہ آپ کے علمی پہلو کو خوب اجاگر کرتا ہے۔ جہاں ایک طرف آپ اللہ ھو والے مشہور تھے اور زھد و عبادت کے ساتھ خلوت نشینی و ویرانوں میں چِھل کشی کی خاطر جاتے رہتے تھے، وہاں دوسری جانب آپ کی زندگی کا ایک طویل حصہ تربیت مریدین ، وعظ و نصیحت کی محافل اور خطوط کے زریعے بھی ااصلاح میں گزرا۔ آپ کا لکھا ہر خط عجب روحانی کیف و سرور رکھتا ہے ۔ آپ کے بھائی ڈاکٹر سعد اللہ خان کلیم بھی اپنے بھائی کی تربیت میں علمی عروج تک پہنچے اور اردو غزل کے صوفیانہ و روحانی پہلو پر مقالہ لکھ کر اپنی خدمات انجام دیں۔ دربار شریف کی خاطر آپ نے سب سے اہم کام کا آغاز فرمایا اور وہ تھا اپنے مرشد و بھائی کی مکمل زندگی پر ایک جامع کتاب کو مرتب کرنا۔ آپ نے اپنی تمام زندگی لمحہ لمحہ اپنے بھائی کے شب و روز کو قلم بند کیا اور ہم غلاموں کی خاطر ''احوال و آثار خواجہ فضلدادؒ'' کے نام سے ایک خزانہ چھوڑا۔اس کام میں وہ باوا جی حضور سرکار کے بیٹوں سے بھی مدد لیتے رہے اور عقیدت مند حضرات سے بھی رابطہ فرمایا۔باوا جی حضورؒ کے ہونہار بیٹے نثار احمد چشتیؒ نے بھی اپنے اسلاف کی اس روایت کو قائم رکھا، گو کہ آپ نے بھی عبادات کو وقت زیادہ دیا مگر اس کے باوجود آپ کا جامعہ پشاور سے دینی تعلیم حاصل کرنا اور پھر اپنے والد کے مرشد'' دیوان سید آل رسول علی خانؒ'' کی زندگی، ان کی سجادہ نشینی کے ثبوت پر ایک رسالہ لکھ کر اوراسی میں ان کے کلام کو اکٹھا فرمانے کے علاوہ، اپنے آستانہ کے لئے سجرہ مرتب کروا کر اپنے فرائض کو بخوبی نبھایا، علاوہ ازیں آپ عربی و دین متین کی تعلیم بھی دیا کرتے تھے۔ خواجہ طارق مسعودؒ نے باقاعدہ تو کوئی کتاب تحریر نہ فرمائی مگر اس علمی روش کو برقرار رکھا، محافل میں وعظ و نصیحت کے ساتھ ساتھ اٹک کے چند رسائل میں آپ کی مختصر تحریریں ملتی ہیں اسکے علاوہ آپ کے اخلاقی موضوعات پر مشتمل خطوط اور کچھ نعتیہ کلام بھی ملتا ہے خصوصا وہ نعت شریف جو کہ میلاد کے جلوس کے لئے لکھی، اسکو خود ہی کمپوز کیا اور وہ اب بھی اسی طرح پڑھی جاتی ہے۔

ان تمام خدمات کے ساتھ ساتھ بہت سا علمی خزانہ، خصوصا تعارف شاہ موسی رنیالؒ سینہ با سینہ اگلی نسلوں تک تو پہنچتا رہا مگر ابھی تک ان روایات پر تحقیق کر کے، مستند واقعات کو ابھی تک تحریر میں نہ لایا جا سکا۔ راقم کے بچپن تک تو تمام تر واقعات سنانے اور تصدیق کرنے والے بہت سے متعلقین بقید حیات تھے مگر اب یہ خطرہ شدت سے لاحق ہوا کہ کہیں یہ تمام حالات و واقعات، دور کے ساتھ ساتھ ناپید نہ ہو جائیں کیونکہ موجودہ دور ایسا آ چکا ہے کہ کم ہی کوئی بزرگ یا والدین اپنے بچوں کو پاس بٹھا کر وہ علم منتقل کرتے ہیں بیشتر تو معاش و روزگار کی فکر میں ہی آیام گزار دیتے ہیں تو ضروری محسوس ہوا کے مستند واقعات کو قصے کہانیوں سے الگ کر کے تحریر کر دیا جائے تاکہ آنے والی نسلوں کے لئے کچھ باقی رہ جائے اور وہ بھی مستفید ہو سکیں۔ ایک دہائی سے اس پر تحقیق جاری ہے اللہ کے کرم سے بہت حد تک کامیابی ہو چکی ہے اور مزید کام بھی جاری ہے، اللہ سے دعا ہے کہ اللہ اس آستانہ سے منسلک عوام کو اپنے اور ہمارے مرشد کے حالات زندگی پڑھ کر انکی تعلیمات پر عمل کی توفیق عطا فرمائے۔یہ مختصر رسالہ سخی شاہ موسی رنیالؒ اور والدین کریمین

خواجہ فضل دادؒ کے مختصر و مستند حالات و واقعات پر مشتمل ہے جو کہ عرصہ دس سال میں اکٹھے کئے گئے اور یہ رسالہ راقم کی کتاب "تصوف کی فکری بنیادیں" کا ایک جز ہے جس کی اپنی ایک خاص اہمیت ہے اسی وجہ سے یہ مرتب ہونے کے بعد بطور ایک علیحدہ جز شائع کیا جا رہا ہے۔ بہت زیادہ نوجوان عقیدت مند اس دربار کی تاریخ جاننے کے خواہش مند تھے آج اللہ کریم کا شکر ہے کہ ان تک ایک مستند معلومات کا مجموعہ پہنچ رہا ہے۔ان شاء اللہ مزید تحقیق کے بعد مزید معلومات بھی قارئین تک پہنچا دی جائے گی اگر رب تعالی کو منظور ہوا تو ۔ جیسا کہ ایک دہائی پہلے ہم قادریہ سلسلہ کا مکمل شجرہ حاصل نہ کر پائے تھے مگر اب الحمدللہ بلوٹ شریف کی کثیر کتب تک رسائی حاصل ہو گئی ہے جس سے شاہ موسی رنیالؒ کے مرشد شاہ عیسی بابن پیرؒ کا شجرہ طریقت و نسب دونوں مستند کتب سے مل چکے ہیں۔ اسی طرح ایک حیران کن واقعہ یہ بھی تمام احباب کو یاد ہے کہ جب ہم چند احباب تلاگنگ کے علاقہ میں باوا جی حضورؒ کی محافل و شب و روز کی تفصیلات اکٹھی کر رہے تھے تو اس کی ابتداء ایک بزرگ بابا شیخ، سے کی تھی اور مختلف روایات پر ان کی سند لکھ کر جب واپس آئے تو چند روز بعد ہی عید کے روز ان کے وصال کی خبر ملی جہاں ایک طرف دکھ تھا کہ ایک سادہ مزاج مخلص دوست رخصت ہوئے وہاں دوسری جانب حیرانگی بھی تھی کہ کس طرح کچھ لمحات پہلے ہی ہم ایک طویل گفتگو وہاں سے قلم بند کر کے واپس آئے۔

اسی رسالہ کے آخر میں باوا جی حضورؒ کے اپنے ہاتھ سے لکھا گیا ایک انتہائی اہم خط مبارک کی نقل بھی درج کی جا رہی ہے جس کے لفظ لفظ سے روحانیت کی خوشبو آتی ہے اور باوا جی سرکارؒ کے علمی مقام کی واقفیت ہوتی ہے، ساتھ ہی ساتھ ایک فتنہ اٹھ رہا تھا کہ باوا جی حضورؒ کے عقائد پر سوال اٹھانے کی کوشش کی جا رہی تھی نیز کچھ کم عمر ان کے وصال مبارک کے متعلق بھی غیر مستند روایات پھیلانے کا باعث بن رہے تھے لہذا میرے مرشد کی بعد از وصال بھی یہ کرم نوازی ہوئی کہ ان کے اپنے ہاتھ سے لکھے گئے خط مبارک ہماری آنکھوں کے سامنے کر دئے گئے جس میں اتنے واضح انداز میں انہوں نے اپنا عقیدہ خود بیان فرمایا ہے کہ تاویل یا تشریح کی کوئی گنجائش ہی نہ رہی۔ الحمدللہ کہ ہمیں اتنے عظیم مرشد عطا ہوئے جو اقطاب کو بھی ان کے عہدہ پر مامور فرمایا کرتے تھے۔

گر قبول افتد زہے عزو شرف

غلام غلامان فضلؒ

احقر۔ منیب مسعود

حضرت سخی شاہ موسیٰ رنیالؒ :

آپؒ کا سجرہ مبارک یوں ہے: موسی رنیالؒ بن سید احمد خانؒ بن محمد ناجو خان بن محمد فرمان خان بن بہورامان خان بن اخلاص خان بن مٹھا خان بن حیات خان بن راجہ خان بن جنگی خان بن محمد دین خان بن بلاول خان بن عبد الرحمن المعروف رانا خان بن عبداللہ خان المعروف کھڑ خان بن کیری خان بن بویق خان بن حتسان خان بن امیر خفت خان بن جہان ساہ عرف در یتیمؒ بن حضرت قطب ساہؒ بن قاسم علیؒ بن حمزہ ثانیؒ بن طیارؒ بن قاسمؒ بن علیؒ بن جعفرؒ بن حمزہ اولؒ بن حسنؒ بن عبداللہ مدنیؒ بن حضرت عباس علمبردارؒ بن حضرت علی المرتضیٰؓ۔

آپؒ دربار عالیہ زیارت سخی موسیٰ رنیال موضع ناڑہ (نڑاں والا)، تحصیل جنڈ، ضلع اٹک(کیمبل پور) کے، قادریہ سہروردیہ سلسلہ کے سب سے پہلے بزرگ و کامل ولی اللہ گزرے ہیں۔ آپؒ کا زمانہ دسویں صدی ہجری کی آخری دہائیوں یا پھرگیارہویں صدی ہجری کے شروع کا ہے، آپؒ کھڑ خاندان سے تعلق رکھتے ہیں ، سجرہ نسب حضرت عباس علمبردار کی اولاد میں مشہور بزرگ سید قطب شاہ سے ملتا ہے جبکہ سجرہ طریقت بلوٹ شریف کے جلالی سادات میں سے شاہ عیسیٰ قتال بن نوری شاہ عبد الرحمٰن بن شاہ عبدالوہاب المعروف عیسیٰ بابن پیر سے جڑا ہے جو کہ جلال الدین سرخ پوش اوچی کی اولاد سے ہیں، سلسلہ قادریہ سہروردیہ کی بیعت و خلافت عطا ہوئی اور آپؒ نے عرصہ بیس سال اپنے پیر کی خدمت میں اچ بلوٹ گزارا۔آپؒ کا قد مبارک قدرے چھوٹا اور چہرہ مبارک نورانی تھا اور آپؒ رعب دار شخصیت کے مالک تھے۔

آپؒ کے والد کا نام سید احمد خان ہے جو کہ دسویں صدی میں گزرے ہیں،سید احمد خان حضرت علی المرتضیٰؓ کی غیر فاطمی اولاد سے ہیں اور نسب میں آپ کے دو بیٹوں کا ذکر سندا ملتا ہے، ایک سخی شاہ موسیٰ رنیال ؒ (جنھوں نے بامر الہی شادی نہ فرمائی تھی)سکھوں اور مرہٹوں کے خلاف جنگ کے دوران شہید ہوئے جبکہ دوسرے ملک بوڑھا خان کے نام سے مشہور ہیں جن کے مزار کے متعلق مشہور روایات میں یہ ملتا ہے کہ آپ ناڑہ سے موضع پڑی جانے والے رستے میں مدفون ہیں اور اس قبر پر آپ کے نام کا قتبہ بھی ہے۔فقیر فضل داد بہرام رنیالؒ ان ہی کی اولاد سے ہیں اور سجرہ نسب یوں ہے: فقیر فضل داد عرف بہرام خان بن فتح خان بن مصری خان بن اللہ یار خان بن شیخ محمد خان بن خلاص خان بن عالم خان بن مصری خان بن لنگر خان بن ملک اسماعیل خان بن ملک بوڑھا خان۔

شاہ موسیٰ رنیالؒ کے بچپن کے متعلق کوئی مستند واقعہ نہیں ملتا، آپؒ کی زندگی کے روحانی سفر کے واقعات ہی ہم تک پہنچے ہیں۔ آپؒ کا تعلق بلوٹ شریف سے کیسے بنا اس کی کوئی روایت تو راقم تک نہیں پہنچی البتہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ جب نوری شاہ عبدالرحمٰن(المتوفی ۹۸۰ ھ) جو موسیٰ رنیالؒ کے دادا پیر بنتے ہیں باغ نیلاب آئے تو انہوں نے کھڑ خاندانوں کو بیعت فرمایا، تو آپ کے خاندان کے اسی روحانی تعلق کی وجہ سے آپؒ بلوٹ شریف کے سادات سے رغبت رکھتے ہوں اوربلوٹ شریف حاضر ہوئے ہوں۔

اچ بلوٹ کا سفر:

راقم کو جو تفصیل اپنے اجداد سے حاصل ہوئی اس کا خلاصہ یہ ہے کہ جب سخی شاہ موسیٰ رنیالؒ بیعت کی غرض سے اچ بلوٹ پہنچے تو شاہ عیسیٰ بابن پیرؒ نے از روئے امتحان، یتیم اور فقیر بچوں کے ساتھ لنگر کھانے کا حکم فرمایا۔ آپؒ چونکہ سردار خاندان سے تعلق رکھتے تھے لہذا آپؒ کو پراگندہ حال و ناقص لباس میں ملبوس فقراء کے ساتھ کھانے میں ہچکچاہٹ محسوس ہوئی اور پھر اسی کو بنیاد بنا کر آپؒ کی روحانی تعلیم وتربیت کا آغاز ہوا۔ آپؒ عرصہ دس سال بلوٹ کے پہاڑ سے اترتے پانی کا مٹکا بھرتے اور سر پر رکھ کر خانکاہ تک پہنچاتے، چونکہ پہاڑ اتر کر دریا تک کا سفر کافی طویل تھا لہذا آپؒ نے پہاڑ کے دامن میں ہی کنواں کھودنا شروع کیا وہ کنواں بلوٹ شریف میں آج بھی مرجع خلائق اور آپ کی کرامت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ دس سال کی ریاضت مکمل ہو جانے کے بعد دوبارہ کھانے پر دعوت ملی اور دوبارہ آپؒ کا امتحان لیا گیا، دوسری مرتبہ بھی جھجک کے کچھ آثار بقایا تھے لہذا پھر سے دس سالہ طویل ریاضت و مجاہدہ کا عمل شروع ہوا۔ صوفیاء کرام کے اس طرح کے مجاہدات کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ انسان اپنی ذات کو مکمل فنا کر دے اور سوائے بندگی کے اس کی روح و بدن میں کچھ باقی نہ بچے، یہی وجہ ہے کہ کوئی ساری زندگی زاہد بنا بیٹھا رہے تو کچھ بھی حاصل نہ ہو گا جب تک کے وہ خدمت خلق نہ کر لے، جب تک کہ فرد پسندی کے جال سے خود کو باہر نہ نکال لے۔ بلآخر یہ بیس سالہ روحانی سفر تکمیل کو پہنچا اور آپ کو ایک مرتبہ پھر فقراء اور پراگندہ حال بچوں کے ساتھ بٹھا دیا گیا، مگر اس مرتبہ تو اپنی ذات کو ایسا بھول بیٹھے تھے کی یہ حکم ملتے ہی حکم مرشد کی محبت میں بچوں کو گلے سے لگا لیا اور ان کو پیار کرنے لگے۔ یہاں آپ کی تربیت اختتام کو پہنچی اور آپؒ کو شاہ عیسیٰ بابن پیرؒ نے بیعت و خلافت سے نوازا، خوب عبادات و مجاہدات کے بعد جب آپؒ باطنی طور پر درجہ کمال کو پہنچے تو آپؒ کو ناڑہ گاوں میں ہی تبلیغ دین کیلئے جانے کا حکم ہوا۔ چند روایات ایسی بھی ملتی ہیں کہ آپ کے مرشد کو آپ سے اتنی محبت تھی کہ انہوں نے شاہ موسیٰ رنیالؒ کی جائے عبادت ، اس کے علاوہ ایک پتھر جس پر انبیاء کے نام درج تھے اور کچھ زمین کا حصہ بھی بھجوا دیا، وہ پتھر جس پر آپؒ عبادت کیا کرتے تھے آج بھی آپ کے دربار کے پائنتی جانب ایک چھوٹی سی کوٹھری میں موجود ہے جس کو اہل علاقہ گٹی شریف کے نام سے جانتے ہیں۔ دوسرا پتھر جس پر اسماءانبیاء کندہ تھے آپ کے دربار کے پرانے احاطہ سے باہر مغرب کی جانب موجود تھاوہ جگہ اب دربار کے احاطہ کے اندر موجود ہے اور اس کے بارے میں منقول ہے کہ اولیائے ناڑہ شریف فرمایا کرتے تھے جب یہ پتھر مکمل دفن ہو جائے گا تو قیامت کا آغاز بہت قریب ہو گا، طارق جی حضورؒ فرماتے تھے کہ ”وہ پتھر ایک ہجرہ جتنی جسامت کا تھا اور میں نے اس کا آخری حصہ بھی زمین میں دفن ہوتے دیکھا ہے“، راقم کے دور میں اس کا مکمل نام و نشان مٹ چکا ہے۔

وصال مبارک:

حضرت سخی شاہ موسیٰ رنیالؒ نے اپنی مکمل زندگی یاد الٰہی میں بسر کی رشتہ ازدواج سے منسلک نہ ہوئے، موجودہ خانوادہ آپ کے بھائی کے نسب سے ہے۔ آپؒ کی شہادت کا واقعہ غور طلب ہے، تقریباً گیارھویں صدی ہجری میں جب آپؒ کی زندگی میں ہی دریا پار سے ناڑہ گاوں پر سکھوں اور مرہٹوں نے حملہ کر دیا تو آپ تمام مسلمان مجاہدین کے ساتھ جنگ میں شریک ہوئے۔ بے شمار کفار کو جہنم واصل کرنے کے بعد آپؒ زخمی ہوئے اور فوراً ہی آپؒ کا سر مبارک تلوار کی شدید ضرب لگنے سے تن سے جدا ہو گیا اور یہ جگہ جہاں آپ کا

سر مبارک زمین پر گرا، ناڑہ گاوں میں محلہ ٹیڑھا سے بنگلہ چوک کی جانب جاتے ہوئے کھجور کے درختوں کے دامن میں واقعہ ہے جہاں اب بھی دیے جلتے اور جھنڈے بندھے دیکھائی دیتے ہیں۔ شہادت کے اس موقعہ پر آپؒ کی ایک بہت بڑی کرامت ظہور پذیر ہوئی کہ آپؒ کا سر تو تن سے جدا ہو کر اس جگہ ہی رہ گیا مگر دھڑ مبارک بنا سر کے ہی کافی وقت لڑتا رہا، یہاں تک کہ آپ محلہ زیارت میں موجودہ دربار والی جگہ پہنچے جہاں پانی کا چشمہ ہوا کرتا تھا تو لوگوں کی نظر میں آ گئے اسی وقت تلوار ہاتھ سے گری اور آپ واصل بحق ہو گئے، یہی جگہ آپ کا مدفن بنی بعد میں آپؒ کا سر مبارک بھی یہاں لاکر ایک ہی جگہ پر آپؒ کا مزار بنا دیا گیا، اس دربار کے جنوب میں پرانہ قبرستان موجود ہے جس میں تمام جنگ کے شہدا دفن ہیں اور جنوب مغرب کی جانب آپؒ کے خلیفہ ''غریب گندوالؒ ''کا دربار ہے جو کہ موجودہ دور میں قاضی والی مسجد کے ساتھ ملحقہ چاردیواری کے اندر آ چکا ہے، سعد اللہ کلیم صاحب فرمایا کرتے تھے کہ نثار احمد سرکارؒ باقاعدگی سے وہاں جاتے ، قاضی صاحب سے اجازت لے کر چار دیواری میں داخل ہوتے اوراس دربار پر حاضری دیا کرتے تھے، الحمدللہ ایک مرتبہ راقم بھی قاضی صاحب سے اجازت لے کر دربار پر حاضری دینے گیا، مزار کی جگہ باوا جی حضورؒ کے دور تک کھلی تھی مگر بعد میں قبضہ کر کے گھر کے اندر کر دیا گیا جس کی وجہ سے کوئی محب اس دربار تک نہیں پہنچ پاتا نتیجتا، راقم جب آج سے آٹھ ، دس سال پہلے حاضری دینے پہنچا تو کافی خستہ حالت دیکھ کر صفائی و دھلائی کی اور چادر چڑھائی، خدا سے دعا ہے کہ خدا اس دربار کو دوبارہ مرجع خلائق بنائے کیونکہ وہ واحد بزرگ ہیں جو شاہ موسیٰ رنیالؒ سے خلافت یافتہ ہیں اور ان کی تربت پر قدیم قتبہ بھی نصب ہے ۔

آپؒ کا فرمان مبارک تھا کہ میری قبر کے قریب ایک ایسی جگہ ہوگی جہاں اگر کھودا جائے تو چشمہ پھوٹ پڑے گا جس کا پانی بیماریوں کے لئے شفا ہوگا۔ قرب و جوار میں قبریں ہونے کی وجہ سے چشمہ تو تلاش نہیں کیا گیا مگر قبرستان کے اختتام پر پانی کا نلکا لگا دیا گیا تھا جہاں سے تبرکا پانی لے جایا جاتا رہا، باوا جی حضورؒ فرماتے کہ دربار کا پانی اور دیے کا تیل جلد کی اکثر بیماریوں سے شفا دیتا ہے۔وہ چشمہ جو شاہ موسیٰ رنیالؒ کے دور تک موجود تھا ، وہ یہ والا چشمہ نہیں تھا بلکہ پانی کی سطح انتحائی قریب ہونے کی وجہ سے اہل علاقہ نے دربار بننے سے کافی مدت پہلے پانی بھرنے کے لئے اپنے استعمال میں لایا ہوا تھا، وہ کافی مدت پہلے سوکھ گیا تھا جس جگہ بعد میں کنواں کھود دیا گیا جس کو باوا جی حضورؒ کے دادا کے نام سے بابا مصری والا کنواں کہہ کر پکارا جاتا تھا ۔اب وہ کنواں دفن کر کے اس جگہ کو ملحقہ مسجد کے صحن میں شامل کر دیا گیا ہے۔

سخی شاہ موسیٰ رنیالؒ کو سلسلہ قادریہ سہروردیہ میں فیض حاصل تھا جس کے شواہد نثار جی حضورؒ کے حکم سے مرتب کردہ شجرہ چشمہ فیض میں ملتے ہیں جبکہ سادات بخاریہ بلوٹ شریف کے بزرگان بھی حضرت سرخ پوش جلالی تک درجہ بدرجہ اپنے اجداد کے دست حق پرست پر بیعت تھے، سرخ پوش جلالی کی اولاد میں سید جنید برقع پوش کے پوتے زہد الانبیاء سید نوری شاہ عبدالوھاب بلوٹ شریف کے سب سے مشہور بزرگ ہیں جو شاہ موسیٰ رنیالؒ کے مرشد، شاہ عیسیٰ قتال کے دادا تھے اور صرف پچاس سال کی عمر میں ۷۵۹ھ میں فوت ہوئے، جب انہوں نے نبی کریم ﷺ اور علی المرتضیٰؓ کی زیارت کی اور ان کی قیادت میں نماز ادا کی اس وقت شاہ عیسیٰ قتال صرف چند سال کے بچے تھے اور اس نماز میں پہلی صف میں کھڑے ہونے کی سعادت حاصل کی۔

یہ سجرہ طریقت اچ بخاریہ بہاول پور کے بانی اور پاکستان میں بخاری سادات کے جد اعلیٰ سرخ پوش جلالیؒ تک پہنچتاہے جو کہ اپنے والد سید عبدالموئید بخاری سے فیض یافتہ تھے اور سید عبدالموئید اپنے دادا کے دست حق پرست پر بیعت تھے، اس کے علاوہ سرخ پوش بخاریؒ نے برصغیر آمد پر سب سے پہلے بہاودین زکریہ ملتانیؒ کی خدمت میں پہنچ کر خرقہ خلافت حاصل کیا۔ یوں یہ سلسلہ قادریہ سہروردیہ سخی شاہ موسیٰ رنیالؒ تک پہنچا۔

خواجہ فضل داد بہرام رنیالؒ کی سخی موسیٰ رنیالؒ سے روحانی نسبت:

خواجہ فضل داد بہرامؒ سلاسل اربعہ سے فیض یافتہ تھے۔آپؒ نے سلسلہ چشتیہ میں سید آل رسول علی خانؒ سے اور سلسلہ نقشبندیہ میں پیر سید احمد عرف شامی بواسطہ، سید محبوب شاہ ،سے خرقہ خلافت حاصل کیا جن کی تفصیل بعد میں آئے گی، سلسلہ قادریہ سہروردیہ کے متعلق برملہ فرمایا کرتے تھےکہ شاہ موسیٰ رنیالؒ کو رخصت کرتے ہوئے ان کے مرشد نے دعا دی تھی میں اسی دعا کا ثمر ہوں، مجھے جو بھی ملا اس صاحب مزار کے صدقے ہی ملا اس کے علاوہ روحانی فیض و نسبت کے واقعات و اقوال سے متعلق تفصیل شجرہ میں ذکر کر دی گئی تھی۔ آپ نے زندگی بھر اپنے ساتھ چشتیہ ، قادریہ ، نقشبندیہ اور سہروردیہ کی چاروں سلاسل کی نسبت ذکر فرمائی جس کے شواہد آپؒ کے مکتوبات، رائٹنگ پیڈ و دیگر ذرئعے سے مل جاتے ہیں یہی وجہ ہے کہ آپؒ کے دربار کے جملہ سجادگان خود کو چاروں سلاسل کی نسبت سے ہی منسوب ذکر کرتے۔

شہنشاہ فقرحضرت خواجہ فقیر فضل دادؒ کے والدین کریمین :

فقیر فضل داد بہرام رنیالؒ سخی شاہ موسیٰ رنیالؒ کے برادر حقیقی کی اولاد سے ہیں سجرہ نسب گزشتہ سطروں میں درج کر دیا گیا ہے۔ آپؒ دراز قامت اور فربہ جسم کے مالک تھے چہرہ انور سرخی مائل سفید تھا اور جسم مبارک سے خشبو آیا کرتی تھی، آپ کے جسم مبارک سے مس ہوئی اشیا سے آج بھی خوشبو آتی ہے۔ آپؒ طبعا جاہ و جلال والے تھے اور یہ خصوصیت آپؒ کو اپنے والد محترم سے حاصل ہوئی تھی۔ آپ کے والدین نے آپ کا نام مبارک بہرام خان رکھا تھا، بعد میں آپؒ کو جب رب تعالیٰ کی جانب سے فضل داد کا اسم عطا ہوا تو آپؒ نے اسی نام سے خود کو منسوب فرما لیا یہی وجہ ہے کہ آج جتنے بھی مکتوبات محفوظ ہیں تقریبا تمام میں آپؒ نے خود کو "آپکا فقیر فضل یا فقیر فضلداد عرف بہرام" لکھا ہے۔شہنشاہ فقر کا لقب بھی آپؒ کو بعد میں ملا جس کی وجہ آپ کا مقام فقر و درویشی تھا اس کی تفصیل بعد میں آئے گی۔ رنیال کی نسبت آپؒ کو اپنے جد محترم شاہ موسیٰ رنیال کی نسبت سے عطا ہوئی، جبکہ شاہ موسیٰ رنیالؒ کو یہ نسبت اپنے خاندان (رنیالی کھرڑ) کی نسبت سے ملی جو کہ عبدالرحمن عرف رانا خان کی وجہ سے ہے۔

آپؒ کے والد محترم کا اسم گرامی فتح خان تھا جو اپنے علاقہ کے مشہور چشتی بزرگ خواجہ احمد میرویؒ کے معتقد تھے، فتح خان صاحبؒ المتوفی ۱۹۳۰ءجیسا کہ ذکر ہوانتہائی جلالی شخصیت کے مالک تھے، دور دور تک کے علاقے آپ کی شخصیت کے معترف تھے ، کسی کی مجال نہ تھی کہ آپؒ کی حیات مبارکہ میں اہلیان ناڑہ کی جانب آنکھ اٹھا کر بھی دیکھ سکتا۔آپؒ کے پاس ایک عصا ہوا کرتا تھا جس کو مقامی زبان میں ڈانگھ بولتے ہیں اور آپؒ کی ایک گھوڑی ہوا کرتی تھی، آپؒ کی عادت مبارکہ تھی کہ جو ہندو بنیا کسی مسلمان کو قرضہ دے کر اس کے جان و مال کے در پے ہوتا آپؒ اسکی حفاظت فرماتے اسی طرح کا ایک واقعہ منقول ہے کہ آپؒ کو اہل علاقہ

نے پنڈی گھیب کے رہائشی ایک ہندو کی شکایت کی جو اپنا قرضہ واپس لینے کے بعد سود کے بہانے مسلم گھرانوں کی ساری جائداد لوٹ رہا تھا اور عزت کو نقصان پہنچانے کی کوشش میں تھا، آپؒ کا طریقہ کار یہ تھا کہ آپؒ رات کی تاریکی میں سفر کرتے اور مسلم مظلوموں کا بدلہ لے آیا کرتے یا لوٹی ہوئی دولت واپس لا دیا کرتے تھےاسی وجہ سے انگریز حکومت نے آپؒ پر یہ پابندی لگا رکھی تھی کہ روزانہ سویرے تھانہ یا چوکی میں حاضری لگایا کریں ، اس پابندی کے باوجود جب آپ کو بتایا گیا کہ پنڈی گھیب کا بنیا تمام دولت لوٹ کر لے گیا ہے تو آپؒ اپنی گھوڑی پر سوار ہوئے اور ایک ہی رات میں اس ہندو کے گھر پہنچ کر لوٹا ہوا مال واپس لے آئے جب صبح ہوئی تو اپنے علاقے میں حاضری کے وقت پہنچ چکے تھے جس کی وجہ سے انگریز پولیس بھی آپ کا کچھ نہ بگاڑ سکی۔

آپ کے خصائل میں دوسری مشہور ترین عادت مبارکہ یہ تھی کہ آپؒ انتھا درجہ کے فیاض اور مہمان نواز تھےجب بھی کوئی سائل آتا تو خالی نہ لوٹاتے، آپ چونکے ایک امیر اور سردار گھرانے کے چشم و چراغ تھے جس کی وجہ سے کئی ہزار کنال رقبہ کے مالک بھی تھے، مگر اکثر اوقات جب گاوں کے غریب گھرانے میں شادی ہوتی اور کوئی غریب باپ اپنی بیٹی کو خاطر کچھ مانگنے آتا آپ اپنی زمین سے کوئی ایک ٹکرا یا پھر کنواں (بمعہ کھیت)اس کے نام کر دیتے۔اسی طرح آپؒ صبح کھانا کیلئے تناول نہ فرماتے بلکہ زیادہ مقدار میں چائے بنوا کر اپنی بیٹھک میں انتظار فرماتے جب کوئی راہگیر ساتھ بیٹھنے کو راضی ہو جاتا تو اس کے ساتھ چائے پیتے۔

آپؒ کو جب علم ہوا کہ آپ کے مرشد تشریف لا رہے ہیں تو آپؒ استقبال کیلئے گاوں سے باہر پہنچ گئے اور آپ کے ساتھ آپ کے کم سن بیٹے فصلداد بہرامؒ بھی موجود تھے، خواجہ احمد میرویؒ کی نظر جب فقیر فضل دادؒ پر پڑی تو آپ نے قریب بلوا کر ماتھا چوما اور اپنے فقیرانہ لباس مبارک سے ایک ٹکڑا پھاڑ کر باوا جی حضورؒ کے سر پر باندھ دیا اور فرمایا کہ فتح خان اس کا بہت خیال رکھنا اس کی پیشانی پر مجھے فقر و ولایت کا نور نظر آ رہا ہے۔فتح خان صاحبؒ کا وصال مبارک ۱۹۳۰ءمیں ہوا جس وقت خواجہ فضل دادؒ بمشکل پچیس سال کی عمر کو پہنچے ہوں گے جب کے سب سے چھوٹے بیٹے ڈاکٹر سعد اللہ خان کلیم ابھی چار پانچ سال کی عمر کو ہی پہنچے تھے۔آپ کی آخری آرام گاہ ، دربار شریف کی چاردیواری کے دامن میں مشرقی دروازہ کے قریب ہی واقع ہے۔آپ کے دو بیٹے اور تین بیٹیاں تھیں۔آپ کی زوجہ اور خواجہ فضلداد رنیالؒ کی والدہ کا نام نیک بخت تھا، جنکی قبر مبارک طارق جی حضورؒ کے تعمیر کردہ لنگر خانہ کے چھوٹے دروازہ کے قریب مزار شریف کی سمت واقعہ ہے۔

باوا جی حضورؒ کی دادی محترمہ، زوجہ بابا مصری بہت نیک خاتون تھیں، باوا جی حضور فرماتے تھے میں نے اپنی دادی کو بچپن میں دیکھا ہے، جب وہ روز صبح نماز کیلئے اٹھا کرتیں تو میں ان کو وضو کا پانی بھر کر دیا کرتا تھااور ہر روز وہ ایک دعا ہی دیتی تھیں ۔" شالا ست پترا ہوویں، دنیا پچھے پچھے ٹری آ۔" (اللہ کرے آپ کو سات بیٹے نصیب ہوں اور ساری دنیا آپ کے پیچھے پیچھے چلے۔)، ان کی آخری آرام گاہ اپنے بیٹے فتح خان کے بالکل ساتھ واقع ہے، سرہاند جانب پہلی قبر انہیں کی ہے۔

طالب دعا: احقر منیب مسعود۔ خادم دربار ھذا

خواجہ فضل داد بہرام ریالؒ کے ہاتھ مبارک سے لکھے گئے ایک خط مبارک کی تصویر و تحریر

بسم اللہ الرحمان الرحیم

ا۔م۔ع۔ف۔ح۔ح

۰۵\۱۰\۱۹۶۰ ناڑہ

دعا گو آپکا مرشد۔

پیارے، بہت پیارے برخوردار ملک۔ وعلیکم اسلام و اسلام و علیکم۔

سلام محبت۔ بہت دعا۔آپکا نامہ مبارک پہنچا، حالات سے آگاہی ہوئی۔ ہنسی بھی آئی اور رونا بھی۔

ا۔ ہنسی اسلئیے کہ میرے ایک بچے کا ایمان کتنا شفاف ہے کہ وہاں میل ٹھکانا نہیں کر سکتی۔ نفس و شیطان نے وسوسوں کی شرارت پیدا کی تو باہر نکال کر سامنے رکھ دی۔ گھبرائیں نہیں، نفس و شیطان کو موقعہ ملے تو وہ اپنا کام کرنے سے نہیں رہتے۔ اسکے لئیے بندے نے آپ کے حق میں استغفار کر دی ہے۔ ان شاء اللہ کوئی پرشش نہ ہوگی۔ نہ ہی ایمان کو ضرر پہنچے گا نہ ہی خدا وہ دن لائے کہ ایمان کو ضرر پہنچے۔ ایسے مرد دیر تک دنیا میں سلامت رہیں جنکی آجکل بڑی ضرورت ہے۔ یہ یقین رکھئیے کہ بندہ کی نماز و بندگی، جینا مرنا محض اللہ کے واسطے ہو چکا ہے۔ بیوی بچوں کو شرعی پابندیوں کے تحت ساتھ گھسیٹ رہا ہوں۔ خواہشات، ذات پات کا ذرہ بھر بھی تعلق نہیں نہ ہی دنیا میں راحت چاہتا ہوں نہ ہی راحت دی جا رہی ہے۔ ہاں اپنے متعلقین یعنی بیوی بچے مرید ان کے بچے بچیوں کے لئیے محشر کی راحت چاہتا ہوں۔ اور مغفرت و عیب پوشی کی استدعا ہے۔ وہ خیال بھی محض اللہ واسطے پیدا ہوا تھاکہ سنت بھی ادا ہو جائیگی اور ایمان کا حفاظتی قدم بھی ہو جائیگا کیوں کہ عام طور پر ایسا کرا دیا گیا۔ مگر ساتھ ہی مجھ سے بچوں پر اس بات کا بار ہونا موجزن تھا اور مجھے ایسا کرنے سے باز رکھ رہا تھا۔ پہلا پروگرام بھی جو کیملپور والوں نے تجویز کیا تھا اس سے مجھے دلی اتفاق نہ تھا۔ کیا پتہ ہے میرے مقدر میں کیا لکھا ہے؟ میری موت کہاں ہوگی کس طرح ہو گی اور کہاں جگہ ملے گی۔ وہ جانے اور اسکا کام۔ ناقص جندڑی اُس کو پیش کر چھوڑی، اب جان سے ،مال سے، اولاد سے مع مریدین کے سب کچھ تعلقات اللہ واسطے ہیں۔میں آپ کے ایک مشورہ پر بہت خوش ہوا جیسے میرے خیالوں کی{ جو اس کے مطابق پیدا ہو رہے تھے }اور بھی تکمیل کر دی۔ گو یہاں مقابلہ بہت زبردست ہے۔ تقریبا تمام برادری ، شیعہ، جو {لوگ} بچے ہوئے ہیں اُن کا مذہب سے واسطہ نہیں، وہ بھی اسی طرح یعنی شعیہ سمجھ لیجئے کہ ان کے زیر عتاب ہیں۔ اُدھر مولوی طبقہ وہابی اور بااثر عوام الناس تقریبا سب کی سب ان کی مطیع۔ ایک اکیلا، ایک عاجز بندہ و اسکے بچے و بیوی، گو بندہ کو شیعہ ووہابی وغیرہ سے کوئی خوشی و ناراضگی نہیں، جس کو جس کیلئے مناسب سمجھا پیدا کیا گیا مگر وہ لوگ ہر وقت ہر آن مخالف شرارتیں سوچتے اور ان پر آمادہ ہیں۔ ان شاءاللہ تعالیٰ آپکا مرشد ان سب باتوں کے باوجودان میں اسطرح ہے جس طرح دانتوں کے اندر زبان بے خطر ہے۔ خدا سے ڈرنے والا بندوں سے نہیں ڈرتا۔ علاوہ ازیں جسکے ساتھ اللہ و نبی پاک ﷺ ہوں، ساری خدائی بھی ایک طرف ہو اور ٹکڑے بھی اُڑ جائیں تو کونسی بڑی بات ہے۔آپ پڑھ کے اطمینان رکھیں ان شاءاللہ حلالی ہونے کا ثبوت دوں گا۔ خیر دور نکل گیا، دعا

کریں کہ اللہ تعالیٰ توڑ نبھا دیں۔میری سب بڑی خدمات، جانی، مالی آپ سے کرائی جا رہی ہیں۔ میرے بچوں کا خون بھی آپکی خدمات کا ہے۔ اللہ کرے آئیندہ بھی آپکی یہ ڈیوٹی رہے کہ مرشد و خدا کے نیک بندوں کی خدمات کرائی جاویں یہ آپکی ڈیوٹی رہے اور دین کامل، دونوں جہان کی نعمتوں و رزق سے نبھایا جائے۔ان شاءاللہ تعالیٰ ایسا ہی ہو گا۔

نمبر۲۔ رونا اسلیئے کہ بندہ نے آپکے لئیے بہت بڑی پاورِ ایمان کے لئیے درخواست کی ہوئی ہے اور پھر رو رہا ہوں کہ اسکی تکمیل ہو۔ دنیا کے جواز کو قائم رکھتے ہوئے تو اس لحاظ سے ایسے وسوسوں کا پیدا ہونا یا نفس و شیطان کا اس معاملہ میں یعنی اللہ و نبی ﷺ و مرشد کے معاملات میں حملہ کرنا ذرا کم درجہ ہے۔ کیا آپ اس سے بھی جہاد نہیں کرتے کہ یہ بھی نہ رہے۔ تاکہ آپ جان، مال، اولاد کی فل قربانی کے مقام پر کھڑے ہو جائیں، اللہ تعالیٰ آپکو توفیق و ہمت بخشے اور نفس و ابلیس لعین و اسکی فوج والوں پر فتح بخشیں۔

مشکل مقامات آسان فرماویں۔ بیٹا سچی بات پوچھیں تواس ناکارہ عاجز کی آپکے لئیے بہت بڑی حسرتیں ہیں جو محشر کے معاملات سے تعلق رکھتی ہیں اسکی رحمت سے امید ہے کہ وہ پوری کر سکیں۔ آپ کسی طرح بھی کوئی خیال نہ کریں، ان شاءاللہ آپکا مرشد سوئی کی نوک پر بھی چڑھ کر یار کو پکارے گا اور ساتھیوں کو ساتھ گھسیٹنے کی کوشش کرے گا۔بشرطیکہ میرے محبوب کا رحم، رحمت، فضل و کرم و مدد خاص شامل حال رہے۔

وسلام و دعا ۔ خدا حافظ و ناصر ۔ آپکا فقیر فضل

اس نامہ مبارک کا حقیقی عکس